ایک مثالی مسلمان

حافظ عبدالحفیظ محسن
صفدر آباد

خلاف اسلام کے اس کے قدم اٹھتے نہیں عاجز
کہ جس کے پاؤں میں اسلام کی زنجیر ہوتی ہے

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ رب العزت کیلئے ہے وہی تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور وہی ذات ہے جس نے تمام مخلوق میں سے انسان کو تمام دولتوں سے مالا مال کیا ہے۔ اور ان انسانوں میں سے بھی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عظمت و شرافت سے نوازا ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے:

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذابا عظیما (النساء:۹۳)

ترجمہ: اور جو کوئی کسی مسلم مومن کو قصدا قتل کر ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہے اور اس پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کیلئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی حدیث سے اس مسلمان کی فضیلت میں مروی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم بھی اس بات کو خلوص دل سے مانتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے فضل و کرم سے ہمیں بھی اس عظیم و مخلوق میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ اس پاک اور مقدس لوگوں کے بارے میں کہنا پڑتا ہے کہ آج کل ہم میں بعض ایسے افراد پائے جاتے ہیں جن کیلئے ایک مثالی مسلمان کے کردار کو ادا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ایک مثالی مسلمان کی حیثیت سے اپنے گھر سے باہر نکلنا ان کیلئے باعث شرم ہوتا ہے اور اس وقت ان کے پورے جسم پر ایک قسم کی کپکپی اور گھبراہٹ معلوم ہوتی ہے۔ یہی آج کل کے مسلمان کی حالت ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں لیکن ان کے اخلاق و آداب اور ان کی معاشری زندگی جاہل کافروں جیسی ہوتی ہے مگر جو دین اسلام کے پورے پورے قوانین پر عمل کرتا ہے اسے ہی یہ شرف حاصل ہوتا ہے کہ وہ مسلمان کہلانے کا حقدار ہے۔

یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین (بقرہ:۲۰۸)

ترجمہ: اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلا (واضح) دشمن ہے۔ اور اس آیۃ کی تفسیر تفسیر ابن کثیر میں یوں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اوپر ایمان لانے والوں اور اپنے نبی ﷺ کی تصدیق کرنے والوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ وہ کل احکام کو بجالائیں، کل ممنوعات سے بچیں، کامل شریعت پر عمل کریں۔ اب ہمیں سوچنا چاہئے کہ صرف مسلمان کہنے سے یا لوگ ہمیں مسلمان کے نام سے پکاریں تو ہم اس کے مکمل تابعدار نہیں بن سکتے ہیں اگر ہم ایک مثالی مسلمان بننا چاہتے ہیں اور اپنے کردار، اپنے گفتار اور اپنی رفتار کو بھی اسلامی، اسپیڈ پر چلانا ضروری ہے، اس لئے میں اس مضمون میں ایک مثالی مسلمان کی چند مثالیں آپ لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

مسلمان کیا چیز ہے؟

یہ شہادت کہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

آیئے سب سے پہلے ہم اس موضوع کے گرد و نواح پر نظر دوڑانے سے پہلے دیکھتے ہیں کہ لفظ مسلمان کا کیا معنی ہے اور مسلمان کس کو کہتے ہیں۔ لفظ مسلمان فارسی زبان میں ایک اسم

ہے اور مومن کو کہتے ہیں اور لفظ مسلم یہ عربی میں ایک صفت ہے اس کا معنی ہے اطاعت کرنے والا، فرمانبردار ہونے والا، اس طرح مسلمانوں کے مذہب اور دین اسلام کے پیروکار کو بھی کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (ان الدین عند اللہ الاسلام) فرما کر اس دین کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور بعض علماء لفظ مسلم کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مسلم وہ ہے جو خدا کے آگے سر اطاعت خم کردے۔ خدا ہی کو اپنا مالک آقا حاکم اور معبود مان لے جو اپنے آپ کو بالکلیہ خدا کے سپرد کرے اور اس ہدایت کے مطابق دنیا میں زندگی بسر کرے، جو خدا کی طرف سے آئی ہو۔ اس عقیدے اور اس طرز عمل کا نام ''اسلام'' ہے اور یہی تمام انبیاء کا دین تھا جو ابتدائے آفرینش سے دنیا کے مختلف ملکوں اور قوموں میں آئے تھے (تفہیم القرآن، جلد اول)

بندہ خدا اور مطیع رسول

اگر ہم ایک مثالی مسلمان بننا چاہتے ہیں تو اپنی زبان اور دل سے یوں اقرار ضروری ہے کہ ہم کہیں:

اشھد ان لاالہ الا اللہ اور واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ

کہ میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد پر بھی میں گواہی دیتا ہوں وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ قارئین کرام اس کو اچھی طرح تصدیق کرنا ایک مسلمان ہونے کی سب سے پہلی شرط ہے۔ اور ان میں سے کوئی ایک جملہ کو پکڑنا اس پر اکتفا کرتا ہے پھر دوسرا جملہ چھوڑ دیتا ہے اور اس کو بالکل نظر انداز کر دیتا ہے تو وہ بھی ایک مثالی مسلمان نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے دعوے دار پر اس کے رسول کی اطاعت پیروی لازم آتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم. قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین.

ترجمہ: اے نبی کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دے کہ خدا کی اور رسول کی اطاعت کرو اگر یہ منہ پھیرلیں تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ (آل عمران: ۳۳-۳۲) پھر سوچ لو اس آیت نے فیصلہ کردیا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اس کے اعمال افعال عقائد مطابق فرمان نبوی نہ ہوں اور طریقہ محمدیہ پر وہ کاربند نہ ہو تو وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہے وہ ''ابن کثیر'' اسی طرح بخاری شریف کی ایک روایت ہے حضرت ابوہریرہ نے فرمایا:

انہ سمع رسول اللہ یقول من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ؟ (رواہ البخاری)

ترجمہ: کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں جس نے میری اطاعت کی پس اس نے اللہ کی بھی اطاعت کی ہے اور جس شخص نے میری نافرمانی کی پس اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ ایک اور روایت میں ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا: ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ نبیہ:

ترجمہ: میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں ہرگز گمراہ نہ ہوں گے تم جب تک ان دونوں کو پکڑے رہو گے پھر فرمایا وہ دو چیزیں یہ ہیں ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسری میری سنت ہے (الموطا) پھر پورے غور اور پورے اعتماد کے ساتھ اپنے دل میں بیٹھا لو کہ دنیا میں جتنے پیرومرشد وامام ولی سب نبی کی اطاعت وفرماں برداری کرکے ہی اس مرتبہ کو پہنچے ہیں جس کو جو کچھ بھی ملا ہے صرف اور صرف اسی اتباع کرنے سے ہی ملا ہے۔ دیکھئے نماز جو دین اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اور کوئی شخص بالغ ہونے کے بعد کسی وجہ سے بھی نماز کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں اور حضورؐ نے بھی (بین العبد وبین الکفر ترك الصلاۃ) کہہ کر مسلم اور کافر کے فرق کو واضح کر دیا ہے۔ دوسری طرف سے اللہ رب العزت کا کلام سن لیجئے کہ فرمایا:

فویل للمصلین. الذین ھم عن صلاتھم ساھون.

ترجمہ: ان نمازیوں کیلئے افسوس ہے اور ویل نامی جہنم کی جگہ ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ (الماعون: ۴-۵) ایک اور جگہ فرمایا:

قد افلح المومنون. الذین ھم فی صلاتھم خاشعون

ترجمہ: یقیناً مومن لوگ کامیاب ہوگئے جو

اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔
(المومنون:۱۔۲)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بھی حکم نازل ہوا ہے۔ اس پر عمل کرنا ہم پر واجب ہے۔ اور بعض کاموں کو چھوڑنا ان سے اجتناب کرنے کا حکم کرتا ہے اس طرح اور اس حکم پر عمل کرنے کی تمام صورتیں بھی دیکھتا ہوں تو ہم پر واجب ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کے نبی کی سنت پر عمل کریں۔ جس کام کیلئے حضور نے جو راستہ دکھایا ہے اس کام کیلئے ہم بھی وہی راستہ اختیار کریں۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص ایک مثالی مسلمان کی صورت اختیار کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے نمبر پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ربوبیت کو اور الوہیت کو قبول کرنا اور اس کے رسول کی اتباع کرنا ہم پر لازم ہے اور فرض ہے اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ایمان لانے میں فرق کرنا کفر ہے۔ قرآن پاک کی سورۃ النساء میں اس طرف اشارہ ہے: ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون تومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا۔

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے اور رسولوں کے درمیان (ایمان لانے میں) فرق کرتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان اور بعض پر نہیں اور چاہتے ہیں اس کے بیچ بین کوئی راہ نکالیں۔

صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ سے سبق آموزی

اس کے علاوہ ایک مثالی مسلمان کے نقش قدم پر چلنا ہو تو صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین کے سیر و اخلاق کو نقل کرنا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ رسول اکرم کے بتائے ہوئے راستہ پر صحابہ کرام اور تابعین چلتے رہے اور اول و آخر اتباع رسول کی پیروی کرتے رہے اور آپ کے نقش قدم پر رواں دواں رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے درجات کو اس انداز سے فرمایا:

والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضو عنہ واعدلھم جنت تجری تحتھا الانھر خالدین فیھا ابدا ذالک الفوز العظیم۔

ترجمہ: اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کرتے ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے (توبہ : ۱۰۰)

منافقت سے گریز

اس طرح ایک مثالی مسلمان کیلئے منافقت کی غلیظ گندگی سے پاک رہنا بہت اہم ہے کہ نفاق کا معنی ہے ظاہر میں دوستی باطن میں دشمنی اور منافق وہ ہے جو شریعت اسلامیہ میں بظاہر مسلمان مگر دل سے کافر ہو۔ بہر کیف منافقوں کے بارے میں قرآن کریم نے بہت تفصیل سے ان کے حالات کو بیان کیا ہے منافق دو قسم کے لوگ ہیں اور شاہ ولی اللہؒ نے الفوز الکبیر میں ان دو گروہوں کا ذکر کیا ہے کہ ان میں سے پہلا گروہ وہ ہے جو زبان سے کلمہ ایمان کہتے ہیں مگر ان کا قلب کفر اور سرکشی پر پختہ ہوتا ہے۔ اور کفر ان کے دل میں چھپا ہوئے ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے: فی الدرك الاسفل من النار۔ یعنی دوزخ کے پست ترین طبقہ میں ہوں گے کہہ کر اشارہ کیا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جس نے اسلام قبول کیا مگر انکا ایمان ضعیف تھا۔ مثلاً وہ اپنی قومی خصائص و عادات کے پابند تھے۔ مثلاً دنیاوی لذات کا اتباع انکے قلوب میں بھر گیا ہے کہ اس نے خدا اور اس کے رسول کی محبت کیلئے جگہ ہی باقی نہیں رہنے دی اور نفاق کی یہ دوسری قسم نفاق عملی اور نفاق اخلاقی ہے رسول اللہ ﷺ کے بعد اب نفاق کی پہلی صورت کا علم نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ منجملہ علم غیب کی قسم ہے اور ظاہر ہے کہ دلوں کے مخفی خیالات کی اطلاع نہیں ہوسکتی۔ لیکن نفاق ثانی اب بھی کثرت سے پایا جاتا ہے۔ خصوصاً حدیث میں جو علامات مذکور ہیں وہ اسی نفاق کی جانب اشارہ ہے: ثلث من کن فیہ کان منافقا خالصا اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا خاصم فجروھم المنافق بطنہ وھم المومن فرسہ

کہ تین خصلتیں ہیں جس میں یہ پائی جائیں گی وہ خالص منافق ہوگا جب بات کہے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی نکالے اور منافق صرف اپنے پیٹ کی فکر کرتا ہے اور مومن اپنے گھوڑے کی فکر رکھتا ہے خدا تعالیٰ نے ایسے

بکثرت احوال منافقوں کے بیان فرمائے ہیں تاکہ تمام امت ان سے احتراز کرے۔ (الفوز الکبیر) اس لئے ہم بھی اگر ایک مثالی مسلمان ہونے کا دعویٰ کریں تو ان گندی پلید صفات سے پناہ طلب کرنا ان سے دور رہنا یہ ہماری ذمہ داری اور ایمان کی پختگی کی علامت ہے۔

الغرض:

ابو داؤد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت ہے: قالت سمعت رسول الله يقول ان المومن ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم

فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا وہ فرما رہے تھے مومن خوش اخلاقی کی بدولت تمام رات کے عبادت گزاروں اور دن کے روزے داروں کے برابر ثواب پاتا ہے۔ اور ابوالدرداء سے ایک روایت ہے کہ: قال ما من شئی اثقل فی المیزان من حسن الخلق۔

فرمایا میزان عمل میں خوش خلقی سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہے۔ (ابوداؤد) اور ان صفات کے علاوہ استقلال اور عزم صمیم۔ غریب نوازی اور صلہ رحمی، محبت، جہاد صبر آزمائی، مبلغ اسلام اور جو بھی کوئی معاملات پیش آئے تو ایک متوکل علی اللہ کے مہذب طریقے کو اختیا کرنا یہ بھی ایک مثالی مسلمان ہونے کی علامتیں ہیں پھر آخر میں اس مسلمان بننے کے خیال کرنے والوں کو ایک ضروری صفات سے گوش گزار کرتا ہوں کہ ہم میں سے جو ایک مسلمان کی مثال ڈھونڈنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ہم ہر وقت تصور آخرت کو سامنے رکھیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے: کل نفس ذائقة الموت۔ سے اشارہ کر کے تمام مخلوقات کو یہ عام اطلاع دی ہے کہ ہر جاندار مرنے والا ہے۔ کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاكرام۔ یعنی اس زمین پر جتنے ہیں سب فانی ہیں صرف تیرے رب کا چہرہ باقی ہے جو بزرگی اور انعام والا ہے۔

(الرحمٰن: ۲۷۔۲۶)

زبان سے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

زندگی کا روشن پہلو

مولانا عبدالرحمن عزیز

{خطیب مرکزی جامع مسجد اہلحدیث مری}

میں ایک بیمار عورت دیکھنے جایا کرتا تھا اس کے کمرے میں ایک گلاب کا پودا لگا ہوا تھا جو دریچے میں رکھا ہوا تھا۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ صرف پودے میں ایک پھول لگا ہوا ہے۔ اور اس کا رخ روشنی کیطرف تھا۔ جب میں نے اس کے متعلق پوچھا تو بیمار عورت نے مجھے بتایا کہ اس کی بیٹی نے کئی مرتبہ اس کا رخ اندھیرے (اندر) کی طرف کرنا چاہا مگر ہر دفعہ پھول پھر کر روشنی کی طرف ہوگا گویا پھول کو اندھیرے سے نفرت ہے۔ اس پھول نے مجھے یہ سبق سکھایا کہ تاریکی کی طرف رخ نہ کریں بلکہ ہمیشہ زندگی کے روشن پہلو کو مدنظر رکھیں۔ (معاشرت نبوی اور جدید سائنس ص 40)

دنیا میں رونما ہونے والے ہر واقعے کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ تاریک پہلو اور روشن پہلو اگر آپ زندگی میں فتح مندی کے آرزومند ہیں اور آسودگی کے بھرپور زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کیلئے بنیادی شرط یہ ہے کہ آپ پرعزم، خوش مزاج، اور ہمیشہ زندگی کے روشن پہلو پر نظر رکھیں۔

آپ نے بہت سارے لوگ دیکھے ہیں جو ہر وقت پریشان و غمگین رہتے ہیں۔ افسردگی ان کے چہرے پر چھائی رہتی ہے۔ شکایت و بیزاری سے ان کی زبان لتھڑی رہتی ہے۔ ان کی زندگی میں کبھی خوشی کا دن آیا ہی نہیں۔ اس کے برعکس ایسے لوگ بھی مشاہدے میں آئے ہوں گے جو ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ چہچہاتے رہتے ہیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کو کبھی دکھ پہنچا ہی نہیں۔ بلکہ ہنس کر رہنا وہ جان چکے ہوتے ہیں۔

دنیا ایک بے رنگ حوض ہے جو جس نظر سے دیکھے گا اس کو وہی رنگ دکھائی دے گا۔ غمگین کو پریشانیوں کی جہنم، جبکہ مسرتوں کے متلاشیوں کو ہر طرف شادمانی چھلکتی نظر آئیں گے۔ ایک کمزور بیج روشنی کی سمت سفر شروع کرتا ہے۔ تو نرم و نازک کونپل مٹی کے تودوں کو اور چٹانوں کو چیر کر رکھ دیتی ہے۔ اور کوئی چیز اس کا راستہ نہیں روک سکتی۔ ہیرے کو روشنی کی سمت رکھیں، تو تھوڑی دیر کے بعد تاریکی کی طرف سے بھی چمکنے لگتا ہے۔ انسانی ذہن کا رخ روشنی کی طرف کریں تو ساری دنیا کو روشن کر سکتا ہے۔

ہمیں اپنے سفر کو روشنی کی طرف کرنا چاہئے۔ ایک نہ ایک دن روشنی تک پہنچ جائیں گے۔ بشرطیکہ ہماری نظریں بلندی کی جانب ہوں۔ اور سفر خندہ روی سے جاری رکھا جائے اور پرامید ہو کر قدم بڑھایا جائے۔ خوش مزاجی، اور خندہ روی کی طاقت ہر پریشانی اور مایوسی کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دیتی ہے۔